International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01, Jan-Jun 2023
pp:295 - 306

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

" اَحکام القرآن" از جلال الدین قادریؒ اور چودہری نذر محمدؒ کے منہج واسلوب: تقابلی مطالعہ

A comparative study of the method and style of the late "Ahkam al-Qur'an" by Jalaluddin Qadri and Chaudhry Nazar Muhammad

Munib Masoud ibn Tariq Masoud
EST Arts, Government Esfandiar Bukhari Higher Secondary School, Nara, Tehsil Jund, District Attock.
Dr. Ashfaq Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Theology, Islamia College Peshawar.
Dr. Abdul Haq
Lecturer of Islamiat, The Quaid-i-Azam College for Boys, Mardan.

Abstract

We as a Muslim, have a very rich history of exegetical works. The commentaries of Holy Quran further divided in sub topics with the passage of time. One of its type commonly known as "Jurisprudent Commentary" or "Tafsir-e-Fiqhi" deals with the Sharia rules stated in the Holy Quran. The same type is commonly known as "Ahkam-Ul-Quran" now a days, which only discussed the verses which deals Islamic jurisprudence. Many famous Scholars of Islamic history wrote well known commentaries on this topic. In Urdu language we don't have Extensive storage, still few very important works came into existence. Ahkam-Ul-Quran written by Muhammad Jalal-Ul-DeenQadri, (a famous Islamic Scholar of the last century) is one of those commentaries. Qadri's work surrounds the famous Quranic topic "Ahkam" discussing the permitted and prohibited acts in detail. We are not only collecting data about its introduction but this article unfolds the writing style of the said book along with comparison to another Urdu text of the same discipline known as "Ahkam-Ul-Quran by ChoudaryNazar Muhammad" who is founder of famous Pakistani Shoes Company "Servis".One of them is famous religious Scholar while the other one is famous tycoon of Pakistan industry. We will find the differences between these works and the factors which made the difference.

Keywords: Ahkam-Ul-Quran, Jurisprudent Commentary, Islamic Sharia, writing style.

cc BY

تعارف موضوع

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اسی کتاب کی ایک شان یہ بھی ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور یہ بھی ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اس میں دینی و دنیوی تمام امور کا حل موجود ہے۔ مختلف شعبہ جات کے محققین وماہرین نے اپنے علوم اس کتاب سے اخذ کیے اور تصانیف فرمائیں۔ قرآن مجید سے ہدایت پانے کے لیے ضروری امر یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے اور تمام اوامر ونواہی کو مشعلِ راہ سمجھتے ہوئے زندگی کا حصہ بنالیا جائے۔ ان اوامر نواہی کا سمجھنا عام انسان کے لیے نہ صرف مشکل ہے بلکہ راہ راست سے بھٹک جانے کا اندیشہ بھی رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے نبی مکرم ﷺ کو **"بیان"** کرنے والا بنا کر بھیجا جنہوں نے ایک خلقت کی رہنمائی فرمائی، اسی طرح یہ علم سینہ باسینہ تقسیم ہوتا رہا اور جب تدوین کا دور شروع ہوا تو آئمہ دین نے انہی علوم کو جمع فرماتے ہوئے اور احکامات کی وضاحت فرماتے ہوئے کتب تفاسیر لکھنا شروع کیں۔ جہاں سے تفسیر القرآن کی ایک اہم شاخ **"احکام القرآن"** کی بنیاد پڑی۔ امام ابو بکر بیہقیؒ نے اسی کی وضاحت کرتے ہوئے جامع الفاظ میں لکھا کہ امت محمدیہ کے جن علماء نے کتاب وسنت کی معرفتِ کاملہ حاصل کرلی انہوں نے عوام الناس کے لیے اس کی تفسیر اور احکامات کھول کھول کر بیان کیے۔[1]

احکام القرآن بطور تفسیر اور اس کا پسِ منظر:

قرآن کے معنٰی کی وضاحت کی تاریخ دورِ نبوی ﷺ سے ہی شروع ہو جاتی ہے، بعد کے ادوار میں معلم صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کی خدمات کے نتیجہ میں یہ جہت مزید نمایاں ہو کر سامنے آئی جس میں خلافہ راشدینؓ، ابن عباسؓ وعبداللہ بن مسعودؓ، جیسی شخصیات سے لے کر سفیان ثوریؒ وان کے معاصرین تک جید فقہاء شامل ہیں۔ سب سے پہلی باقاعدہ تفسیر کون سی ہے؟ اس کا تعین مشکل ہے، کچھ لوگ رائے دیتے ہیں کہ تفسیر ابن عباس سب سے پہلی جمع کی جانے والی تفسیر ہے، مگر تفسیر ابن عباس جو **"تنویر المقیاس"** کے نام سے چھپ کر سامنے آچکی ہے اس کو فیروزآبادیؒ نے جمع کیا ہے اور یہ ایک ہی سند سے پہنچتی ہے جس سند پر جرح کی گئی ہے کہ کاتب کی سند جو ابن عباسؓ تک جارہی ہے اس کا راوی "السدی الصغیر" متہم بالکذب ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ روایات مل جاتی ہیں مگر امام سیوطیؒ ودیگر آئمہ امام شافعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:"**لم يثبت عن ابن عباس في التفسير إلا شبيه بمائة حديث**"[2]

کچھ آئمہ ابن عباسؓ کی تفسیر کے اس صحیفہ کی سند کو جید کہتے ہیں جو علي بن أبي طلحة ؒنے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر مجاھد اور تفسیر مقاتل بن سلیمان کے کچھ نسخے بھی طبع ہو چکے ہیں، مگر اس متعلق بھی **امام أبو يعلى الخليلي** ؒاشارہ کرتے ہیں کہ:

> **فمقاتل في نفسه ضعفوه وقد أدرك الكبار من التابعين، والشافعي أشار إلى أن تفسيره صالح**[3]

اور مقدمہ تفسیر مقاتل میں محقق عبداللہ محمود نے لکھا ہے: **فتفسیر مجاهد نقله عن ابن عباس، و ابن عباس لم يصح عنه في التفسير الا شبيه بمائة حديث۔**[4]

اس کے علاوہ بھی کافی صحائف پر تحقیق جاری ہے مگر اب تک مکمل اور مستند ترین جو تفسیر مقبول عام حاصل کر چکی ہے وہ تفسیر **جامع البيان عن تأويل آي القرآن** جس کو ابن جریر طبری نے لکھا۔ تفاسیر کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کے موضوعات میں بھی ارتقاء کا عمل جاری رہا اور علماء و آئمہ اپنے فن کے مطابق تفسیر لکھنے لگے جس کو متاخرین نے مختلف اقسام میں ڈھال دیا۔ ان میں تفسیر بالماثور، تفسیر بالرائے وغیرہ شامل ہیں۔ بعد ازاں فقہی مذاہب میں جب اختلافات کا دور شروع ہوا تو اپنے موقف کی تائید میں آیات کی شرح کا سلسلہ بھی عام ہوا۔ ان فقہ کے موضوع پر لکھی گئی تفاسیر کو بھی تفسیر بالماثور کی ذیلی قسم ہی کہا جاتا رہا۔ پھر تفسیر فقہ میں ہی ایک نئے منہج کا آغاز ہوا جس میں صرف احکام پر توجہ دی گئی اور وہ آیات جو احکامات سے سوا تھیں ان کا ذکر کم ہو تا گیا۔ جہاں سے باقاعدہ "**احکام القرآن بطور ایک تفسیری جہت**" ابھر کر سامنے آئی، گو یہ تفاسیر فقہ کی ہی ایک قسم ہیں اور اس نئی جہت کو مختلف نام دیے گئے ہیں۔ اکثر محققین نے "**تفسیر الفقهاء**" کہہ کر ہی پکارا ہے جبکہ **علی العبید** نے اس کو "**تفسیر الاحکام**" کا نام دیا ہے۔"[5]

فقہ حنفی" پر أبو بکر جصاص المتوفی 370ھ کی "أحکام القرآن" کے نام سے اس فن پر بنیادی اور معروف کتب میں سے ایک ہے۔ "فقہ شافعی" پر أبو الحسن الطبری المعروف بالکیا الھراسی المتوفی 504ھ، کی "أحکام القرآن" کے نام سے اولین کتب میں سے ایک ہے (البتہ اسی نام سے ایک مجموعہ امام شافعی سے بھی منسوب ہے)۔ جبکہ "فقہ مالکیہ" میں أبو بکر بن العربی (المتوفی 543ھ)، کی اسی نام سے اولین کتب میں سے ایک ہے۔[6]

ہند میں احکام القرآن کی ابتداء:

پاک و ہند میں تفسیر کی ابتداء سے متعلق خطہ سندھ کا نام سب سے پہلے ملتا ہے، بقول عمر سلیم: "حافظ ابو محمد عبد کشتیؒ سندھ کے پہلے مفسر تھے جنہوں نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے"[7] البتہ جب منہج فقہاء کی بات کی جائے تو اہم ترین کتب میں فقہ حنفی کی "**التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية**" کا نام سب سے پہلے آتا ہے، مصنف کا مکمل نام امام زرکلی نے الاعلام میں یوں ذکر کیا کہ

> "**أحمد جيون بن أبي سعيد بن عبد الله ابن عَبْد الرَّزَّاق الحنفي المكيّ الصالحي ثم الهندوي اللكنوي**"(المتوفی 1130ھ)۔ یہی وہ معروف عالم ہیں جن کو ملا جیون کے نام سے جانا جاتا ہے، انہوں نے کافی تصنیفی خدمات سر انجام دیں ان کی معروف کتب میں سے ایک "نور الأنوار" بھی ہے۔ ان کا وصال دہلی میں ہوا۔[8]

ہند میں اپنی تفاسیر میں "احکام" کا نام استعمال کرنے والے ابتدائی مصنفین میں شیخ صدیق حسن خان کا اسم بھی شامل ہے۔ ان کا تعارف شیخ عبد الحی نے یوں کروایا ہے:

"نواب صديق حسن خان القنوجي أمير بهوبال"، علامة الزمان، وترجمان الحديث والقرآن، محيي العلوم العربية، وبدر الأقطار الهندية، السيد الشريف،(صاحب المصنفات الشهيرة والمؤلفات الكثيرة)۔[9]

ان کی کتاب کا نام "نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام" ہے۔ اس موضوع کو عروج پر لانے والے علماء دیوبند بھی ہیں جنہوں نے ہند میں احکام القرآن پر کافی لکھا۔ امام شافعیؒ کے زمانے سے شروع ہونے والی دین کی یہ خدمت آج بھی جاری ہے۔ پاک وہند میں اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے علماء وقت نے اردو میں بھی اس موضوع کو قلمبند کیا۔ یہاں قارئین کہ ذہن میں سوال اٹھ سکتا ہے کہ اگر صرف فقہی تفاسیر ہی کا احاطہ کیا جائے تو کتنے ہی اہم نام ذکر کرنے کے قابل ہیں جن میں متقدمینِ ہند میں سے تفسیرِ مظہری جیسی خدمات بھی شامل ہیں اور متاخرینِ ہند میں سے تبیان القرآن جیسی کتب بھی شامل ہیں مگر یہاں جس منہج پر ایک مختصر تعارف کروایا گیا ہے اول تو اس سے متعلق یہ نقطہ مد نظر رہے کہ ہمارا مقصد تمام تفاسیر کا احاطہ کرنا نہیں بلکہ چند ایک کتب کا تذکرہ کرکے صرف اس موقف کو ثابت کرنا ہے کہ فقہ واحکام القرآن پر پہلے بھی کام کیا جاتا رہا، دوسرا یہ کہ فقہی تفاسیر کی ذیلی شاخ احکام القرآن سے متعلقہ کتب کو نمایاں کرنا ہی مقصود تھا اور حقیقی تحقیق صرف اس میدان میں کی جارہی ہے کہ مذکورہ بالا دو تفاسیر کے مناہج کا فرق کیا ہے اور وہ فرق کن عوامل کی بنیاد پر پیدا ہوا ہے۔ اردو میں احکام القرآن کے موضوع پر لکھی جانے والی اہم ترین کتب میں سے ایک "احکام القرآن" ہے جس کو ضلع گجرات کے نواہی علاقے "کھاریاں" کے رہائشی ایک محقق "مولوی محمد جلال الدین قادریؒ" نے تصنیف کیا ہے، فی الوقت ساڑھے تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل سات جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ اسی کے موازنہ کے لیے، اسی خطہ ضلع گجرات کے نواہی علاقے میں ہی پروان چڑھنے والے ایک معروف تاجر چودھری نذر محمد مرحوم کی اشاریہ نما لکھی گئی، ایک ہزار کے قریب صفحات پر مشتمل "احکام القرآن" کو چنا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر دونوں متوسط طبقہ میں پلے بڑھے، ایک نے اپنی زندگی دین کا علم حاصل کرنے میں گزار دی جب کے دوسرے مصنف نے دنیاوی تعلیم حاصل کرکے کاروباری دنیا میں قدم رکھا۔ کتاب لکھتے ہوئے جہاں ایک مصنف کو شدید مشکلات کا سامنا تھا وہاں دوسری جانب دوسرا مصنف اپنی محنت کے عوض پاکستان کا کامیاب ترین تاجر بن چکا تھا، دونوں کے ماحول اور تعلیم کس حد تک ان کی دینی خدمات پر اثر انداز ہوئے؟ دونوں کتب امت کے لیے کس حد تک مفید ثابت ہوئی ہیں؟ مختلف عوامل کے اثر انداز ہونے کے باوجود ہر دینی طبقے نے کن صفات کی بناء پر دونوں کی پذیرائی میں اہم کردار ادا کیا؟ اور کیا دونوں کتب میں مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے؟ اگر ہے تو کس حد تک؟ اس تحقیق میں ان سوالات کے تسلی بخش جوابات تلاش کیے جائیں گے۔ اردو

میں ہونے والی ان خدمات کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کو موضوع بناتے ہوئے، مع تعارف، ان کے اسلوب کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا جارہا ہے۔

مولانا جلال الدین قادریؒ:

آپ کا مکمل نام محمد جلال الدین بن خواجدین بن خدا بخش ہے۔ آپ کی پیدائش ایک متوسط زمیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد محنت مزدوری کر کے گزر بسر کرتے۔ مولانا صاحب کی ولادت پر پہلے ان کا نام محمد عالم رکھا گیا، پھر امام جلال الدین سیوطی کے نام پر محمد جلال الدین رکھ دیا گیا۔[10] آپ کی دینی تعلیم اور دیگر مذہبی مصروفیات سے سوا آپ کی زندگی کا ایک طویل عرصہ "احکام القرآن" لکھنے میں صرف ہوا۔ آپ 29 جولائی 1938م، کو کھاریاں کے ایک گاوں "چوہدو" میں پیدا ہوئے۔ آپ کی زندگی کے نمایاں کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ مکمل درس نظامی صرف اڑھائی سال میں کر لیا۔ صرف 1984م تک ہی جبکہ آپ ابھی ہائی سکول میں مدرس تھے بیس کے قریب چھوٹے بڑے کتب و رسائل لکھ چکے تھے۔[11] ان میں سے اکثر طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں مگر بعد ازاں آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ احکام القران کے پروجیکٹ کو مکمل کرنے میں ہی گزرا۔ آپ کی نمایاں کتب میں مذکورہ کتاب کے علاوہ، محدث اعظم سردار احمدؒ کی سوانح، احمد رضا خانؒ کے نظریات اور قادیانیوں کے خلاف کتب شامل ہیں اس کے علاوہ آپ نے اسلامی نقطہ نظر سے تاریخ و سیاست ہند سے متعلقہ بھی کچھ مقالات تحریر کیے ہیں۔ مولانا مسعود احمد غازی لکھتے ہیں کہ آپ کے شیوخ میں مولانا سردار احمد محدث ایک نمایاں نام ہے، جبکہ مفتی مصطفیٰ رضا خان سے بھی شرف تلمذ حاصل رہا۔[12] آپ نے سن 1960م، میں دورہ حدیث مکمل کیا، بطور معلم، ہائی سکول (کھاریاں) میں خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ کافی عرصہ بیماری کے دوران بھی احکام القرآن کو لکھنے کا کام جاری رکھا، مرض بڑھنے پر لاہور منتقل کیا گیا، بعد ازاں اسی مرض کے دوران وصال ہو گیا۔ 12 جنوری 2008م، کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔[13] آپ کے معالج ڈاکٹر مبین احمد ملک لکھتے ہیں کہ ایک روز مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنی لائبریری میں موجود تھے، اس کمرے میں چاروں جانب کتب کا انبار تھا جس کے متعلق کہتے یہ میری زندگی بھر کی کمائی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی جامعہ اسلامیہ کھاریاں کی بنیاد رکھی، اب یہ ادارہ سینکڑوں بچوں کو تعلیم فراہم کر رہا ہے۔[14]

الحاج چودھری نذر محمدؒ:

چودھری صاحب، ضلع گجرات کے علاقے کھاریاں کی نواحی آبادی (Jhakalian) میں ایک معمولی زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم مولوی سید احمد صاحبؒ ایک دیندار شخص تھے، مطالعہ کا شوق رکھتے اور درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ چودھری صاحب نے والدہ کی خواہش پر دنیاوی تعلیم حاصل کی پھر وکالت کا شعبہ اختیار کیا مگر جلد ہی ترک کر دیا۔[15] کالج کی تعلیم پشاور سے حاصل کی اور کوئی دینی تعلیم حاصل نہ کر پانے کے باوجود اچھا فہم رکھتے

تھے۔ چودھری صاحب کوئی بہت بڑے عالم دین نہیں بلکہ ایک کامیاب تاجر کے طور پر معروف ہوئے، آپ نے اپنے ساتھیوں، چودھری محمد حسین اور چودھری محمد سعید کے ساتھ مل کر معروف ترین کمپنی "سروسز انڈسٹریز لمٹڈ" کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت سروس کمپنی جوتے، ٹائر اور کچھ دیگر چیزیں بنانے میں اپنا نام رکھتی ہے اور جوتے بنانے والی تقریباً سب سے بڑی کمپنی شمار کی جاتی ہے۔[16] تینوں ساتھیوں نے مل کر تڑیسٹھ روپے جمع کیے اور ٹینڈر کی بنیاد پر سن 1940م کی دہائی میں کام کا آغاز کیا۔ مختلف چیزیں بنانے کے ٹینڈر ملتے رہے مگر جفت سازی کی بنیادیں مضبوط ہوتی گئیں۔ بہت سی غلطیوں سے سیکھا، اکثر اوقات کوئی بڑا نقصان بھی ہو گیا مگر ان کی کمپنی کرتے کرتے باقاعدہ اپنی نام بر قرار رکھنے میں کامیاب ہوئی اور 1957م، میں سروس نے اپنے ریٹیل سٹور کھولنے شروع کر دیئے۔[17] چودھری صاحب کی خدمات کا تذکرہ ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی وقت فوقتاً جاری رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی بیسویں برسی کے موقعہ پر ایک تقریب مورخہ 10 مارچ 2016ء، جامعہ بیت القرآن، سلطان پارک، لاہور کینٹ میں بڑے پیمانے پر رکھی گئی تھی۔ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہی مشہور کتاب لکھی جو بنیادی طور پر ایک اشاریہ طرز پر لکھی گئی ہے مگر ذوق مطالعہ کا پتہ دیتی ہے کہ ایک کاروباری ماحول میں وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ مصنف کا ترجمہ قرآن سے کس حد تک لگاؤ تھا۔ چودھری صاحب مرحوم کی سوانح عمری اک مستند ذکر ایک ویڈیو میں ملتا ہے جس کا خلاصہ درجہ ذیل ہے:[18]

ڈاکٹر صاحب کی بیٹی محترمہ فریدہ شاہد کہتی ہیں کہ بطور والد، بطور خاوند یا پھر بطور کامیاب تاجر، وہ ہر ایک کے لیے مثالی شخصیت تھے۔ سابقہ وزیر سید بابر علی کہتے ہیں کہ وہ اتنی دولت کی فراوانی کے باوجود بھی سادگی مزاج اور عام زندگی گزارنے والے تھے۔ ان کے بیٹے شاہد حسین بتاتے ہیں کہ چودھری صاحب کی تاریخ پیدائش 5 اپریل، 1913 م ہے۔ اور ان کی وفات 10 مارچ، 1996م میں ہوئی۔ گاؤں میں سکول نہیں تھا، قریبی گاؤں میں تعلیم کے لیے جاتے۔ ہائی کلاسز کے لیے گجرات گئے اور بیچلر آف لاء کی ڈگری اسلامیہ کالج پشاور سے حاصل کی، اس وقت معاشی حالات مناسب نہیں تھے، کالج کے ہاسٹل کا خرچہ بمشکل پورا ہوتا مگر کوئی کتاب خریدنے کے پیسے نہیں ہوتے تھے، لہذا وہ دوست احباب سے مستعار لے کر کے پڑھتا تھا۔ اور جب رزلٹ آیا تو وہ گولڈ میڈلسٹ تھے۔[19] شالیمار ہسپتال کے لیے باقاعدہ ٹرسٹ کا قیام، دار الکفالۃ اور باغِ رحمت ٹرسٹ سکول بھی ان کی رفہ عامہ کے لیے خدمات میں سے ایک ہے، انہوں نے دس سال قرآن پڑھنے میں صرف کیے اور پھر "احکام القرآن" پر ایک کتاب مرتب کی۔ اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ انگلینڈ سے کروایا اور 1991م، میں نیویارک اور کینڈا سے طبع کروایا۔

احکام القرآن از جلال الدین قادریؒ:

آپ کی تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ بہت سی تحریریں بھی منظر عام پر آئیں۔ آپ کی کتب میں "رزق حلال"، "محدث اعظم پاکستان"، "خطبات آل انڈیا کانفرنس"، اور سب سے نمایاں کام "احکام القرآن" شامل ہیں۔ احکام القرآن کی چھ

جلدیں مولانا صاحب کی زندگی میں ہی شائع ہو چکی تھیں جبکہ ساتویں جلد حال ہی میں ضیا القرآن پبلیکیشن سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کی اہمیت کی وجہ سے محققین کی توجہ کا مرکز ہے۔ مولانا صاحب احکام القرآن کے مقدمہ میں وجہ تالیف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "احکام القرآن" سے متعلقہ تمام کتب عربی میں ہیں جن میں موجود علمی ابحاث سمجھنے کی استعداد نہ رکھنے والوں کے لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو قرآنی احکامات کو سادہ اور عام فہم زبان میں بیان کرسکے۔[20] قادریؒ کی احکام القرآن کی پہلی جلد جو کہ تقریباساڑھے پانچ سو سے کچھ زائد صفحات پر مشتمل ہے، کو لکھنے کا آغاز مئی 1998م میں ہوا اور اختتام اکتوبر، 2000م میں ہوا۔[21] پہلی جلد میں سورہ بقرہ کی منتخب آیات سے قریب 1200 احکام اخذ کیے گئے ہیں۔[22] دوسری جلد جو کہ 576 صفحات پر مشتمل ہے، سورہ آل عمران اور سورہ نساء کے احکامات پر مشتمل ہے، چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل جلد سوم جو 2003م میں چھپی، سورہ مائدہ، سورہ الانعام، سورہ الاعراف اور سورہ الانفال کے احکامات پر مشتمل ہے۔ چوتھی جلد سورہ توبۃ سے لے کر سورہ ہود تک، پانچویں، سورہ یوسف سے سورہ کھف تک، اور چھٹی جو 2007م، میں طبع ہوئی، سورہ النور تک کے احکامات پر مشتمل ہے۔ چھ جلدیں تین سو سے زائد ابواب کا احاطہ کرتی ہیں جبکہ فی الوقت سات جلدیں تقریبا3572صفحات پر مشتمل ہیں۔

احکام القرآن از چودھری نذر محمدؒ:

کتاب کی اولین اشاعت 1983م، میں ہوئی، جبکہ ہماری رسائی پانچویں ایڈیشن تک ہوئی جو 1994م، میں شائع کیا گیا، اس سے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب کے ہزار کے قریب صفحات ہیں اور مختلف مکاتب فکر کی نامور شخصیات سے تقاریظ بھی لکھوائی گئی ہیں۔ کتاب لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے چودھری صاحب رقم دراز ہیں کہ تجارت کی مصروفیات میں ہی عمر کے پچپن برس گزر گئے، جب دل کا عارضہ لاحق ہوا۔ زندگی تو بچ گئی مگر شدت سے احساس ہوا کہ جو بچی ہے احکامات قرآن کے مطابق گزاری جائے۔ تراجم سے رجوع کرنے پر اندازہ ہوا کہ اللہ کی کتاب دین و دنیا کے ہر شعبہ کو محیط ہے، ساتھ ساتھ نوٹس بناتا گیا۔ جب خیال آیا کہ جیسے ہم نے دنیاوی قوانین پر مکمل دفعات مرتب کیے ہیں کیا اللہ کی کتاب کے احکامات کو بھی علماء نے جمع کیا ہو گا؟ تو ساتھیوں سے امام جصاصؒ کی احکام القرآن کا معلوم ہوا۔ قدیم ہونے، دستیاب نہ ہونے اور عربی میں ہونے کی بنا پر ضرورت محسوس کی کے اپنے جیسے عربی نہ سمجھ سکنے والوں اور کاروباری مصروفیات میں گم عوام کی خاطر آسان فہم اشاریہ نما کتاب جمع کر دی جائے جس سے تمام احکامات جاننے اور عمل کرنے میں آسانی رہے۔[23] چودھری صاحب مرحوم نے شرح نہیں لکھی نہ ہی مسئلہ کی وضاحت کی بلکہ ایک مسئلہ پر باب بنا کر اس سے متعلقہ تمام آیات کو اکٹھا کر دیا، مزید یہ کہ ان کی ابواب کی تقسیم عمومی احکامات کی کتب سے مختلف ترتیب نزولی کے مطابق ہے اور تقریبا تین صد کے قریب مسائل کو ترتیب دیا گیا ہے۔ عنقریب موازنہ کے دوران تمام جہات کو پرکھا جائے گا۔

منہج و اسلوب کا موازنہ:

طرزِ تحریر:

مولانا جلال الدینؒ صاحب کا بنیادی طرز تحریر یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی آیت لکھتے ہیں، پھر اس کا آسان فہم اردو ترجمہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد "حل لغات" کی سرخی دیتے ہوئے مشکل الفاظ کا معنی آسان اردو میں لکھتے ہیں اور آخر میں احکام ذکر کرنے کے لیے "مسائل شرعیہ" کے تحت مختلف نقاط میں احناف کے بیان کردہ احکامات کی ایک لسٹ تحریر کر دیتے ہیں۔ ان احکامات میں سے جس کی تفصیل درکار ہو اس پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں اور جہاں کہیں اختلاف پایا جاتا ہو، وہاں اپنے نظریات کے تحت آیات و احادیث وغیرہ سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ ضرورت کے مطابق احکامات ذکر کرنے سے پہلے شان نزول بھی لکھا نظر آتا ہے، آپ کی تفسیر کی ابتداء میں احکامات کو مختصر ذکر کیا گیا ہے جبکہ بعد ازاں معمولی طوالت محسوس ہوتی ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے خود مقدمے میں فرمایا کہ ابتداء میں کتب کی قلت کی بناء پر اختصار ہے اور بعد ازاں کتب تک رسائی ہو جانے کی وجہ سے مزید تفصیل لکھ دی گئی۔[24]

اس کے برعکس چودھری صاحب مرحوم نے آیات عربی میں تحریر نہیں کیں بلکہ صرف تراجم پر اکتفاء کیا ہے، وہ خود ہی اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ: ہمارے خطے کے اکثر لوگ عربی نہیں جانتے ان کو اردو سے استفادہ کرنا چاہیے، کتاب کا حجم بڑھ جانے کا خدشہ بھی درپیش تھا لہذا عربی و اردو دونوں بھی نہیں ذکر کیے۔ اس لیے اردو لکھ کر متن کا تفصیلی حوالہ دے دیا تاکہ عربی دیکھنے والوں کو دقت نہ رہے، تراجم کے لیے میں نے ابو الکلام آزاد، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، عبد الماجد دریابادی کے تراجم پڑھے، اکثر حصہ تفہیم القرآن سے ہی لیا، متن میں ایک لفظ بھی میرا اپنا نہیں۔"[25]

نذر صاحب مرحوم کے اسلوب میں ایک اور چیز نمایاں ہے جس کا ذکر بھی انہوں نے کیا کہ تمام آیات مکمل درج نہیں کی گئیں ہیں بلکہ ہمارے متعلقہ حکم کی گفتگو آیت میں جہاں تک ہو رہی ہے وہاں تک لیا گیا ہے اور جس کسی آیت میں دوسرے موضوع پر گفتگو شروع ہو چکی ہے اس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع:

مولانا جلال الدینؒ بطور حنفی بریلوی، صرف احناف ہی کے مفتی بہ اقوال کو ذکر کرتے ہیں اور کہیں کہیں احمد رضا خانؒ سے استفادہ بھی کرتے ہیں۔ اگر آیت یا حدیث بطور دلیل ذکر کرنی ہو تو اسے ذکر کرتے ہیں۔ عام طور پر مخالف آراء کا تذکرہ کرتے نظر نہیں آتے مگر اپنے نظریات کو خوب تسلی سے مدلل لکھتے نظر آتے ہیں۔ کتب تک رسائی کم ہونے کے باوجود مولانا صاحب نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ جتنے مصادر کا حوالہ ممکن ہو، لکھ دیا جائے یہی وجہ ہے کہ پہلی ہی آیت سے مسائل اخذ کرتے ہوئے اور الفاظ کا معنی سمجھاتے ہوئے تیس کے قریب مصادر کا حوالہ دیا ہے۔ اگر چھٹی جلد ہی کے متعلقہ

امور کے جدول کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی جلد جو کہ چھ سورتوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، ان چھ سورتوں میں سے 56 آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جن سے متعلقہ احکام اخذ کیے گئے ہیں اور ان 56 آیات میں سے کل 449 احکامات کا استخراج کیا گیا اور اس ایک جلد میں کل حوالہ جات کی تعداد 3575 تک پہنچی ہوئی ہے۔[26] اسی طرح چھٹی جلد جو چھ سورتوں پر مشتمل ہے، ان کی 68 آیات میں سے 582 احکامات اخذ کیے گئے جن کو تقریبا 5645 ماخذ و مراجع سے منسوب کیا گیا ہے اور یہی منہج باقی جلدوں میں بھی نظر آتا ہے۔ اس سے آپ کی محنت و علم کا اندازہ ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک آیت سے ایک حکم لیا تو تین، چار یا اس سے بھی زیادہ احکام القرآن کی امہات کتب سے منسوب کیا تاکہ قاری کو علم ہو سکے کہ یہ احکامات اخذ کرنے والے دیگر کون کون سے آئمہ شامل ہیں۔ اس کے برعکس نذر صاحب مرحوم نے چونکہ صرف آیات کو ایک خاص احکام قرآن سے متعلقہ موضوع کے تحت اکٹھا کیا ہے لہذا اس کی حیثیت ایک اشاریہ کی سی ہے اور مصادر کا ذکر پہلے ہی کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو بطور بنادی مصدر، جبکہ چند معروف تراجم کو اپنے مخصوص کام کے لیے کافی سمجھا ہے۔ البتہ حدیث کو بطور مصدر لینے سے متعلق فرماتے ہیں کہ:

> "احکام کا صحیح مفہوم سیرت و حدیث کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں، اس لیے پڑھنے والے موضوع سے متعلقہ احادیث سے بھی رجوع کریں اور اگر اللہ نے مجھے کچھ مزید زندگی عطا فرمائی تو انہیں احکامات سے متعلقہ احادیث بھی شامل کر دی جائیں گی۔"[27]

راقم الحروف کی رائے ہے کہ مرحوم اس ایڈیشن کے بعد قریب ایک دہائی سے کچھ زیادہ عرصہ حیات رہے پھر چل بسے عین ممکن ہے ان کو مزید صحت و وقت میسر آتا تو وہ ضرور اس مجموعہ میں احادیث کا اضافہ کرتے۔ بحرحال یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ باقاعدہ دینی تعلیم نہ ہونے اور عمر کا طویل حصہ دنیاوی ماحول میں گزارنے کے باوجود آپ نے ایک اچھی کاوش کی ہے۔ اس سے متعلق عوام الناس کا رویہ مختلف تھا، اسی کتاب کے مقدمے میں ذکر کرتے ہیں کہ کچھ ساتھیوں نے اس عمل کو سراہا جبکہ کچھ ساتھیوں نے شدید الفاظ میں مذمت کی کہ دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کام کرنا مناسب نہیں ۔ راقم کی ذاتی رائے ہے کہ گو علماء کرام کا یہ اعتراض کافی اہمیت کا حامل، درست اور دور اندیشی پر مبنی تھا کیونکہ اس نازک موضوع پر باقاعدہ دینی تعلیم نا ہونے کی وجہ سے کسی بڑی غلطی کا امکان باقی رہتا ہے۔ اس کے باوجود مرحوم نے اس نقطہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کافی احتیاط سے کام لیا اور جیسا کہ ان کا قول پہلے ذکر کر دیا گیا کہ ایک بھی لفظ کا اضافہ خود سے نہیں کیا صرف ترتیب و تدوین کی حد تک خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب آیات وابواب:

مولانا صاحبؒ نے قرآن مجید کی آیات کو اور ان سے اخذ شدہ احکامات کو مرتب کرتے ہوئے ترتیبِ توقیفی کو ہی اپنایا ہے جیسا کہ احکامات کی کتب کا ایک عمومی منہج رہا ہے، جبکہ اس کے برعکس چودھری صاحبؒ نے ترتیب نزولی کے مطابق آیات

احکام کو ترتیب دیا ہے، اور اردو میں احکامات کو اس طرح سے ترتیب دینا واقعی ایک دقت طلب کام ہے۔ اس لحاظ سے قادری صاحبؒ کی قرانقدر خدمات جن کا ذکر انتہائی ضروری ہے ان میں سے مخصوص آیات کو ابواب کی شکل دیتے ہوئے احکامات شرعیہ کی تقسیم ہے۔ مولانا جلال الدین قادریؒ نے ایک آیت کے ضمن میں اس سے اخذ ہونے والے چند احکامات کو ترتیب دیا اور جہاں ضرورت سمجھی کتاب وسنت سے حوالہ دیتے ہوئے اختصاراً گفتگو بھی کر دی جس کی بناء پر ایک آیت سے متعلقہ اکثر احکامات قارئین تک پہنچ جاتے ہیں جبکہ اس کے برعکس چودھری نذرؒ صاحب نے کسی حکم سے متعلقہ باب کا نام ذکر کیا پھر اس سے متعلقہ احکامات پر جتنی بھی آیات مل سکیں ان کا ترجمہ ترتیب سے لکھ دیا یوں کسی حکم پر باب تو ایک ہی قائم ہے اور بنادی حکم بھی ایک ہی ہے لیکن اس سے متعلقہ زیادہ آیات جمع کرنے سے قرآن کے منہج کے مطابق اس حکم کی جو جو جہت آیات میں موجود ہوتی ہے وہ احکامات کی شکل میں ایک موضوع کے تحت جمع ہوتی جاتی ہیں، لہٰذا دونوں کتب اپنے مخصوص اوصاف کے باعث انتہائی اہم بن جاتی ہیں۔

ممکنہ اضافات:

مزید کام کی گنجائش ہے یا نہیں؟

احکام القرآن از مولانا جلال الدین قادریؒ

i. دیگر مکاتب فکر ومسالک کی آراء اور ان سے اختلافات کی وجوہات یا دلائل

ii. احادیث کی تخریج

احکام القرآن از چودھری نذر محمد مرحومؒ

i. قرآنی آیت کا عربی متن

ii. مترجم کا حوالہ

iii. آیت سے اخذ ہونے والے حکم کی وضاحت

iv. آیات سے متعلقہ احادیث کا اضافہ

v. احکامات شرعیہ کا اضافہ، خصوصاً جدید مسائل کا تذکرہ

امتیازات وخصوصیات:

احکام القرآن از مولانا جلال الدین قادریؒ

i. اردو زبان میں آسان فہم بمعہ حوالاجات اور اکثر مقامات پر شانِ نزول کی وضاحت

ii. مذہب حنفیہ کے مطابق متعلقہ احکامات کا خلاصہ

iii. مشکل مضامین کی مختصر شرح یا تفصیل

iv. ایک ہی آیت کی مختلف جہتوں کے مطابق ایک سے زیادہ احکامات کا استخراج

v. متعلقہ آیات، احادیث یا اقوال و آثار کا ضمناً ذکر کر دینا۔

vi. جدید اجتہادی مسائل کا ذکر مثلاً ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت

vii. حل لغات اور آیت کے مشکل الفاظ کا مفہوم علیحدہ سے واضح کر دینا

احکام القرآن از چودھری نذر محمد مرحومؒ

i. ایک جلد میں احکامات قرآن کی تلخیص اور دنیاوی کاروبار میں مصروف اشخاص کے لیے موزوں

ii. ایک ہی موضوع پر تمام وہمہ جہت آیات جمع کرنے کی سعی

iii. آیات کی ترتیب، ترتیب نزولی کے مطابق کرنے کی سعی، جس سے قارئین وقت اور زمانہ کے اعتبار سے احکامات میں اضافات و پس منظر کے تحت ہونے والی تبدیلی کا اندازہ بہتر طریقہ سے کر سکتے ہیں۔

اسلوب کی مثال:

قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٖ مِّنۡهُم مَّاتَ أَبَدٗا وَلَا تَقُمۡ عَلَىٰ قَبۡرِهِۦٓۖ إِنَّهُمۡ كَفَرُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُواْ وَهُمۡ فَٰسِقُونَ[28]

"اور نہ نماز (جنازہ) پڑھنا، جب ان میں سے کوئی مر جائے، اور نہ کھڑے ہوں ان کی قبروں پر، بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا، اور نافرمانی ہی میں ان کو موت آئی"۔ (از راقم)

مصنف اول قادریؒ نے اس کا ترجمہ یوں درج کیا: "اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا، اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے"۔[29] مصنف ثانی چودھریؒ نے اس کا ترجمہ یوں درج کیا: "اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہر گز نہ پڑھنا، اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا، کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ فاسق تھے"۔[30]

خلاصہ بحث

محمد جلال الدین قادریؒ اور چودھری نذر محمدؒ کے "احکام القرآن" کی تفسیریں اپنے اپنے منہج اور اسلوب میں منفرد ہیں۔ قادریؒ کی تفسیر علمی اور تحقیقی ہے جبکہ نذر محمدؒ کی تفسیر سادہ اور عام فہم ہے۔ ان دونوں تفسیروں کا تقابلی مطالعہ ہمیں اسلامی فقہی تفسیروں کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ کس طرح مختلف مصنفین نے اپنی معلومات اور تجربات کو اپنے کام میں شامل کیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] البیهقي، أبو بکر أحمد بن الحسین، أحکام القرآن للشافعي "جمع البیهقي"، ط: دار الذخائر، ۰م، ص: 60۔

[2] السیوطي، جلال الدین، الإتقان في علوم القرآن، ط: الهیئة المصریة العامة للکتاب، هـ، ج: 04، ص: 239

[3] الخلیلي، أبو یعلی، الإرشاد في معرفة علماء الحدیث، ط: الریاض، مکتبة الرشد، ۰ه، ج: 01، ص: 396، والسیوطی، الاتقان، ج: 04، ص: 238

[4] مقاتل، ابن سلیمان، تفسیر مقاتل، ح: عبد الله محمود، ط: بیروت، دار إحیاء التراث، ہ، ج: 5، ص: 61

[5] العبید، علی بن سلیمان، تفاسیر آیات الاحکام و مناهجها، ط: الریاض، دار التدمریة، 1431ھ، ج: 01، ص: 39

[6] ، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، ط: القاهرة، مکتبة وهبة، ج: 02، ص: 321۔

[7] عمر سلیم، ہندوپاک میں احکام القرآن کے قدیم و جدید مناہج اور ان کا تاریخی و تحقیقی جائزہ، پی ایچ ڈی مقالہ، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجئس سٹڈیز ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ، ص: 193۔

[8] الزرکلي، خیر الدین، الأعلام، ط: دار العلم للملایین، ۰۰م، ج: 01، ص: 108

[9] عبد الحي، الحسني، نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، ط: بیروت، دار ابن حزم، م، ج: 08، ص: 1246۔

[10] نقشبندی، مفتی محمد علیم الدین، ماہنامہ "احکام القرآن انٹرنیشنل" شمارہ نمبر 3/2، فروری و مارچ، 2008، ج: 3، ص: 12

[11] قادری، محمد جلال الدین، امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم، ط: لاہور، مرکزی مجلس رضا، 1984م، ص: 1412

[12] غازی، مولانہ مسعود احمد، ماہنامہ احکام القرآن، ص: 46

[13] غازی، ماہنامہ احکام القرآن، ص: 49

[14] ملک، ڈاکٹر مبین احمد، ماہنامہ احکام القرآن، ص: 65۔66

[15] چودھری، نذر محمد، احکام القرآن، ط: لاہور، سروس انڈسٹریز لمیٹڈ، 1994م، ص: 24

[16] ویب ایڈیٹر سروس، "ہسٹری" سروس گروپ، 2022،
https://www.servisgroup.com/history/.

[17] سلیمی، عمیر، "سروس شوز کی کہانی" بی بی سی نیوز اردو، اکتوبر 16، 2020،
https://www.bbc.com/urdu/pakistan54391884

[18] ندا بانو پروڈکشنز، بائیو گرافی آف چودھری نذر محمد، یوٹیوب ویڈیو، جون 15، 2021۔
https://www.youtube.com/watch?v=FxDP1qc4vGI.

[19] اس تحقیق کے دوران دو چیزیں اتفاقاً سامنے آئیں، پہلی یہ کہ دونوں مصنفین کا تعلق گجرات کے نواحی علاقوں سے تھا جب کہ دوسری یہ کہ ایک مصنف راقم ہی کے تعلیمی ادارہ "اسلامیہ کالج" سے تعلیم حاصل کر چکے تھے۔

[20] قادری، محمد جلال الدین، احکام القرآن، ط: کھاریاں، محلہ لطیف شاہ غازی، ج: 1، ص: 15

[21] ایضاً۔

[22] قادری، احکام القرآن، ج: 1، ص: 562

[23] چودھری، احکام القرآن، ص: 2625

[24] قادری، احکام القرآن، ج: 1، ص: 16

[25] چودھری، احکام القرآن، ص: 2827

[26] قادری، جلال الدین، احکام القرآن، ط: ضیا القرآن پبلی کیشن، 2007م، ج: 06، ص: 07۔

[27] چودھری، احکام القرآن، ص: 3029

[28] سورہ التوبة، 84:09

[29] قادری، احکام القرآن، ج: 4، ص: 327

[30] چودھری، احکام القرآن، ص: 477